سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

(۱۲)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

آداب زندگی

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ کسی بھی مجلس سے اٹھنے سے پہلے دعا فرماتے: 'سبحنك اللّٰهم ربي و بحمدك لا إله إلا أنت، أستغفرك و أتوب إليك'، ''پاک ہے تو اے اللہ، میرے رب، تیری حمد ہی سے (شروع اور ختم کرتا ہوں)، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تمھاری بخشش کا طالب ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں''۔ میں نے پوچھا: یارسول اللہ، آپ نشست برخاست ہونے پر عام طور پر یہی کلمات کیوں ادا فرماتے ہیں؟ ارشاد کیا: جو بھی مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ کلمات کہتا ہے، اس مجلس میں اس سے سرزد ہوئے گناہ معاف ہو جاتے ہیں (مستدرک حاکم، رقم ۱۸۲۷۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۴۴۴۵)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی سہل معاملہ پیش آتا تو فرماتے: 'الحمد لله بنعمته تتم الصالحات'، ''شکر ہے اس اللہ کا جس کی عنایت سے بھلائیوں کی تکمیل ہوتی ہے''۔ جب ناگوار امر لاحق ہوتا تو فرماتے: 'الحمد لله علی کل حال'، شکر ہے اللہ کا ہر حالت میں (مستدرک حاکم، رقم ۱۸۴۰)۔

حضرت عائشہ نے استفسار کیا: یارسول اللہ، میرے دو ہم سایے ہیں، ہدیہ کس کو بھیجوں؟ فرمایا: جس کا دروازہ تمھارے دروازے کے قریب ہے (بخاری، رقم ۲۲۵۹۔ ابوداؤد، رقم ۵۱۵۵۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۴۲۳۔

مستدرک حاکم، رقم ۷۳۰۹)۔

حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (ان) متعدد مسکینوں کی گنتی کی (جنھیں صدقات دیے گئے)۔ آپ نے فرمایا: صدقہ دے دو اور شمار نہ کرو، کہیں تمھارا رزق نہ شمار کر لیا جائے (ابوداؤد، رقم ۱۷۰۰)۔ ایک بار حضرت عائشہ نے ایک سوالی کو کچھ دیا، لیکن پھر اسے بلا کر تحقیق کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پاس بیٹھے تھے، فرمایا: تو چاہتی ہے کہ گھر میں آنے جانے والی ہر شے تمھارے علم میں رہے؟ جواب دیا: ہاں۔ فرمایا: ٹھیرو، عائشہ، گن گن کر نہ دو، کہیں اللہ تمھیں گن کر نہ دینے لگے (نسائی، رقم ۲۵۵۰۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۴۱۸)۔

حضرت عائشہ اہل صفہ کے لیے کچھ نہ کچھ صدقہ بھیجا کرتی تھیں۔ کہتیں: ان میں کسی بربری مرد یا عورت کو نہ دینا، کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، یہ وہ ناخلف ہیں جن کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے: 'فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ'، ''ان کے بعد وہ ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے جنھوں نے نماز ضائع کر دی'' (مریم ۱۹: ۵۹)۔ (مستدرک حاکم، رقم ۲۹۶۳)۔

حضرت عائشہ نے سوال کیا: یا رسول اللہ، وہ کون سی شے ہے جس سے انکار کرنا جائز نہیں۔ فرمایا: پانی، نمک اور آگ۔ کہا: یا رسول اللہ، پانی کی بات تو سمجھ میں آتی ہے۔ نمک اور آگ کا کیا معاملہ ہے؟ آپ نے جواب فرمایا: حمیرا، جس نے آگ دے دی، گویا اس نے آگ سے پکانے والی ہر شے دے دی۔ جس نے نمک دیا، گویا اس نے نمک کا ذائقہ رکھنے والی تمام اشیا دیں۔ جس نے کسی مسلمان کو پانی پلایا، ایسی جگہ پر جہاں پانی موجود تھا، گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا اور جس نے مسلمان کو پانی پلایا، ایسی جگہ جہاں پانی موجود ہی نہ تھا، گویا اس نے اسے زندگی بخشی (ابن ماجہ، رقم ۲۴۷۴)۔

ایک سوالی حضرت عائشہ کے پاس آیا۔ انھوں نے اسے روٹی کا ایک ٹکڑا دے دیا۔ پھر ایک آدمی گزرا جس کی ہیئت اور لباس اچھا تھا۔ انھوں نے اسے بٹھا لیا۔ وہ کھانا کھا کر رخصت ہوا تو معترض نے پوچھا: یہ فرق کیوں؟ کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: لوگوں کی تواضع ان کے مرتبے کے مطابق کرو (ابوداؤد، رقم ۴۸۴۲)۔

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوہ کا گوشت آیا تو آپ نے نہ کھایا، حضرت عائشہ نے کہا: ہم اسے مسکینوں کو نہ کھلا دیں۔ آپ نے فرمایا: انھیں وہ شے نہ کھلاؤ جو تم خود نہیں کھاتے (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۱۱۰۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۹۴۲۶)۔ محدثین نے روایت کے دوسرے جملے کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔

عبداللہ بن عامر نے حضرت عائشہ کو کچھ نقدی اور کپڑے بھیجے۔ انھوں نے کہا: بچے، میں کسی سے تحفہ قبول نہیں

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

کرتی۔ جب ہدیے لانے والا واپس ہونے لگا تو کہا: لے آؤ، واپس لے آؤ۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بات یاد آ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا: عائشہ، جب کوئی بغیر مانگے تمھیں کچھ دے تو قبول کر لو۔ اصل میں یہ رزق ہے جو اللہ نے تمھیں بھیجا ہے (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۴۸۰)۔

حضرت عائشہ سے سوال کیا گیا: کیا اپنی پرورش میں رہے ہوئے یتیم کی کمائی کھائی جا سکتی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: انسان کی سب سے عمدہ روزی اس کی اپنی محنت کی کمائی ہے اور اس کی اولاد بھی اس کی محنت کا ثمر ہے (ابوداؤد، رقم ۳۵۲۸۔ نسائی، رقم ۴۴۵۴۔ ابن ماجہ، رقم ۲۱۳۷۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۰۳۲۔ مستدرک حاکم، رقم ۲۲۹۴)۔

نافع کہتے ہیں: میں سامان تجارت شام اور مصر کو بھیجا کرتا تھا۔ ایک بار میں نے عراق لے جانے کا ارادہ کیا، حضرت عائشہ کو بتانے آیا تو انھوں نے کہا: ایسا نہ کرو، تمھاری پہلی منڈی کا کیا ہوا؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے، جب اللہ نے کسی جگہ تمھارے رزق کا سبب بنایا ہو تو اسے نہ چھوڑو جب تک اس میں کوئی تغیر یا خرابی پیدا نہ ہو (ابن ماجہ، رقم ۲۱۴۸۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۶۰۹۲)۔ اس روایت کو ضعیف بتایا گیا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: بریرہ کی زندگی سے تین سنتیں یا شرعی احکام معلوم ہوئے: (۱) آزاد کیے جانے کے بعد اسے اپنے خاوند کے نکاح میں رہنے یا نہ رہنے کی آزادی دی گئی۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قضیے میں یہ فیصلہ فرمایا، حق وراثت (موالات) اسی کا ہے جو آزاد کرتا ہے۔ (۳) آپ گھر تشریف لائے تو آگ پر ہنڈیا دھری تھی۔ آپ کو روٹی اور گھر کا سالن پیش کیا گیا تو دریافت فرمایا: کیا بات ہے ہنڈیا والا سالن نظر نہیں آ رہا؟ بتایا گیا، اس میں بریرہ کو ملنے والا صدقے کا گوشت ہے جو آپ نہیں کھاتے۔ فرمایا: وہ اس کے لیے صدقہ اور ہمارے لیے ہدیہ ہے (بخاری، رقم ۵۰۹۷۔ مسلم، رقم ۳۷۷۴۔ نسائی، رقم ۳۴۷۷۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۱۸۷)۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں: اگر بریرہ کا خاوند مغیث آزاد ہوتا تو آپ اسے خاوند چھوڑنے کا اختیار نہ دیتے (ابوداؤد، رقم ۲۲۳۳۔ ترمذی، رقم ۱۱۵۴)۔

حضرت عائشہ کے ایک رشتہ دار پر نزع کا عالم طاری تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انھیں تسلی دی، نزع کی سختی پر رنجیدہ نہ ہو۔ جانے والے کی نیکیاں ہی اس کا سبب ہیں (ابن ماجہ، رقم ۱۴۵۱)۔ یعنی اس وقت کی تکلیف سے رہے سہے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ نے وفات (۴۴ھ) کے وقت حضرت عائشہ کو بلایا اور کہا: اللہ سے دعا ہے کہ ہمارے

مابین رہنے والی سوتنوں والی خلش کو معاف فرمائے۔ میں نے آپ کی تمام باتوں سے درگذر کر لیا ہے۔ حضرت عائشہ نے جواب دیا: آپ نے مجھے خوش کر دیا ہے۔ اللہ آپ کو خوش کرے۔ پھر حضرت ام حبیبہ اور ام المومنین حضرت ام سلمہ کے درمیان بھی ایسا ہی مکالمہ ہوا (مستدرک حاکم، رقم ۶۷۷۳)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: ایک عورت کسی کافر کو اہل ایمان کی جانب سے پناہ دے تو وہ جائز اور نافذ ہو گی (ابوداؤد، رقم ۲۷۶۴)۔ جیسا کہ حضرت ام ہانی نے فتح مکہ کے موقع پر ایک مشرک کو پناہ دی تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے جسے پناہ دی، ہم نے بھی اسے امان دیا (ابوداؤد، رقم ۲۷۶۳)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: اس امت نے اللہ کے اس فرمان سے جیسی بے پروائی برتی ہے، میں نے کسی اور معاملے میں نہیں دیکھی: 'وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ '، ''اگر اہل ایمان کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کر رہا ہو تو اس زیادتی کرنے والے سے قتال کرو، حتیٰ کہ وہ اللہ کے فیصلے کی طرف لوٹ آئے'' (الحجرات ۴۹: ۹)۔ (مستدرک حاکم، رقم ۲۶۶۴۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۶۷۰۷)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہلیہ کے پاس ایک مخنث آیا کرتا تھا۔ لوگ اسے ان مردوں میں شمار کرتے تھے جن کا جنس مخالف کی طرف میلان نہیں ہوتا۔ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو وہ کسی عورت کی برائی کر رہا تھا کہ جب وہ آگے جاتی ہے تو موٹاپے کی وجہ سے اس کے پیٹ پر چار بل پڑتے ہیں اور واپس مڑتی ہے تو یہ بل آٹھ ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ جانتا ہے کہ پیٹ میں کیا ہوتا ہے، تمھارے پاس ہرگز نہ آئے چنانچہ ازواج مطہرات نے اس سے پردہ کرنا شروع کر دیا (مسلم، رقم ۵۷۴۲۔ ابوداؤد، رقم ۴۱۰۷۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۱۸۵)۔

ارشاد ربانی ہے: 'لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ '، ''اللہ تمھاری بے معنی قسموں پر تم سے پوچھ گچھ نہ کرے گا، مگر وہ ان قسموں کی ضرور تم سے باز پرس کرے گا جو تم سچے دل سے کھاتے ہو، اور اللہ بہت درگذر کرنے والا اور تحمل والا ہے'' (البقرہ ۲: ۲۲۵)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: اس فرمان کا اطلاق لوگوں کے اس طرح کے اقوال 'لا، واللّٰہ! 'نہیں، اللہ کی قسم!'، 'بلی، واللّٰہ!' کیوں نہیں، اللہ قسم! پر ہوتا ہے (بخاری، رقم ۶۶۶۳)۔ کئی لوگ قسموں کو تکیہ کلام بنا لیتے ہیں، کچھ لوگ کھیل کود یا لڑائی جھگڑے میں قسموں کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انھیں چھوٹ عطا کی، تاہم

www.javedahmadghamidi.com
www.almawrid.org

ایک مومن کو دوسرے لایعنی کاموں کی طرح لغو قسموں سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم برے مفہوم کے حامل انسانی ناموں کو بدل دیا کرتے تھے (ترمذی، رقم ۲۸۳۹)۔ جیسے آپ نے عاصیہ (مفہوم: گناہ گار) کو جمیلہ (مطلب: خوب صورت) سے تبدیل فرمایا (ترمذی، رقم ۲۸۳۸)۔ آپ کا اپنے نواسے حرب (جنگ) کا نام حسن (خوب صورت) سے بدلنا بھی اس کی مثال ہے۔ حضرت خدیجہ کے زمانے میں آنے والی عورت حضرت جثامہ (کند ذہن) مزنیہ آپ سے ملنے آئیں تو آپ نے ان کا نام حسانہ (انتہائی خوب صورت) مزنیہ کر دیا (مستدرک حاکم، رقم ۴۰)۔

حضرت عائشہ کا لحاف (یا گلوبند) چوری ہو گیا تو وہ چور کو بد دعا دینے لگیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بد دعا دے کر اس کے گناہ و عذاب میں تخفیف نہ کرو (ابوداؤد، رقم ۱۴۹۷۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۷۹۸)۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں: میں نے کسی کی نقل اتاری تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی انسان کی نقل اتارنا پسند نہ کروں، چاہے اس کا کتنا ہی صلہ ملے (ابوداؤد، رقم ۴۸۷۵۔ ترمذی، رقم ۲۵۰۲۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۹۶۴)۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت عائشہ اونٹ پر سوار، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک سفر تھیں۔ اثنائے سفر میں انھوں نے اونٹ پر لعنت بھیجی تو آپ نے وہ اونٹ واپس بھیجنے کا حکم دیا اور فرمایا: کوئی شے ملعون میرے ساتھ سفر نہ کرے (مسلم، رقم ۶۶۰۷۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۴۳۴)۔ مسلم کی روایت میں اونٹ کو لعنت ملامت کرنے والے کسی صحابی کا ذکر کیا گیا ہے جن کا نام نہیں بتایا گیا۔ انھیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم ارشاد کیا۔

مسائل طہارت

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب پاخانے سے فارغ ہونے کے بعد پانی استعمال نہ کیا ہو (ابن ماجہ، رقم ۳۵۴)۔ پرانے زمانے میں مٹی کے ڈھیلوں سے استنجا کیا جاتا تھا، آج کل اس مقصد کے لیے ٹشو پیپر استعمال کیے جاتے ہیں، لیکن کامل طہارت پانی ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

حضرت حذیفہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا (بخاری، رقم ۲۲۴۔ نسائی، رقم ۲۶۔ ابن ماجہ، رقم ۳۰۶)۔ لیکن حضرت عائشہ اس کی سختی سے تردید کرتے ہوئے کہتی ہیں: ''جو شخص یہ کہتا ہے، اس کو سچا ہی نہ سمجھو۔ آپ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے (ترمذی، رقم ۱۲۔ نسائی، رقم ۲۹۔

ابن ماجہ، رقم ۳۰۷۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۰۴۵۔ مستدرک حاکم، رقم ۶۴۴)۔ امام نسائی نے کتاب طہارت کے جو عنوانات قائم کیے ہیں، ان سے ظاہر ہوتا ہے، حضرت عائشہ کا مشاہدہ گھر کی حد تک تھا۔ لہٰذا ان کی تنقید درست تھی۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی اجازت محض صحرا میں استثنائی حالات تک محدود ہے۔

حضرت عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت کا بیان اس طرح کیا، آپ پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر برتن سے پانی لے کر شرم گاہ دھوتے اور نماز والا وضو کرتے، پھر انگلیوں سے بالوں کی جڑوں کو اچھی طرح تر کرتے، سر پر تین چلو بھر کر پانی ڈالتے اور پھر تمام جسم پر پانی بہا دیتے (بخاری، رقم ۲۴۸۔ مسلم، رقم ۶۴۴۔ ترمذی، رقم ۱۰۴۔ نسائی، رقم ۴۲۰۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۲۵۷)۔ حضرت میمونہ کی روایت میں ہے، پاؤں آپ آخر میں ذرا ہٹ کر یا غسل خانے سے باہر نکل کر دھوتے (بخاری، رقم ۲۴۹۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۳۷۰)۔ اس طرح غسل کر لینے کے بعد آپ وضو نہ کرتے (ترمذی، رقم ۱۰۷۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۳۸۹)۔ حضرت عائشہ کی اس روایت کی بنیاد پر امام ابوحنیفہ اور امام شافعی غسل سے پہلے وضو کو سنت قرار دیتے ہیں، امام مالک اسے مستحب سمجھتے ہیں۔ ابن حزم کی راے ہے، ابتداے غسل جنابت میں وضو کرنا فرض ہے۔ انور شاہ کشمیری کہتے ہیں: اس وضو میں سر کا مسح کرنا ضروری ہوگا۔ پاؤں، البتہ حضرت میمونہ کی روایت پر عمل کرتے ہوئے غسل کے اختتام پر دھوئے جا سکتے ہیں۔ حضرت عائشہ کی ایک روایت میں نماز والے وضو کا نام نہیں لیا گیا۔ اس میں پہلے شرم گاہ اور ہاتھ دھونے پھر کلی کرنے، ناک میں پانی چڑھانے اور پھر سر اور جسم پر پانی بہانے کا ذکر ہے (نسائی، رقم ۲۴۴۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۲۸۳)۔

نخع کا ایک شخص حضرت عائشہ کے ہاں مہمان ہوا۔ انھوں نے اس کے سونے کے لیے ایک زرد چادر بھیجی۔ اسے احتلام ہو گیا تو چادر پانی سے دھو کر واپس کی۔ حضرت عائشہ نے کہا: ہماری چادر خراب کیوں کی؟ اسے انگلی سے کھرچ دینا کافی تھا۔ میں اکثر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں کے داغ انگلیوں سے رگڑ دیتی تھی (مسلم، رقم ۵۹۵۔ ترمذی، رقم ۱۱۶۔ ابن ماجہ، رقم ۵۳۸۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۱۵۸)۔ حضرت عائشہ ہی کی دوسری روایت میں دھونے کا ذکر ہے۔ فرماتی ہیں: ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے اثر جنابت دھو دیتی تھی۔ آپ نماز پڑھانے کے لیے جاتے تو جگہ جگہ سے گیلا کپڑا نظر آ رہا ہوتا'' (بخاری، رقم ۲۲۹۔ مسلم، رقم ۵۹۴۔ ترمذی، رقم ۱۱۷۔ نسائی، رقم ۲۹۶۔ ابن ماجہ، رقم ۵۳۶)۔

عورتیں ڈبیا میں رطوبت حیض سے تر پھاہے ڈال کر حضرت عائشہ کے پاس بھیجتیں۔ اگر ان میں زردی ہوتی تو کہتیں: جلدی نہ کرو، حتیٰ کہ چونے جیسی سفیدی نمایاں ہو جائے (بخاری، کتاب الحیض، باب ۱۹)۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

ایک انصاریہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا، میں حیض سے پاکی کیسے حاصل کروں؟ آپ نے فرمایا: مشک میں بسا ہوا ایک کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کرو (اور غسل مکمل کرلو)۔ پھر آپ نے شرما کر رخ مبارک پھیر لیا۔ سیدہ عائشہ نے اس عورت کو پکڑ کر کھینچ لیا اور بتایا کہ اس کپڑے کو جسم کے خون آلودہ حصوں پر پھیر لو (اور پورے جسم پر پانی بہا لو) (بخاری، رقم ۳۱۴، ۳۱۵۔ نسائی، رقم ۴۲۷۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۹۰۷)۔ دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا: پہلے پانی اور بیری کے پتوں (آج کل صابن) سے (نیچے والا جسم) اچھی طرح دھوئے پھر سر پر پانی ڈالے اور خوب ملے یہاں تک کہ پانی بالوں کی جڑوں میں پہنچ جائے۔ پھر اپنے اوپر (تمام بدن پر) پانی ڈالے، پھر ایک مشک لگا ہوا پھاہا لے کر پاکی مکمل کرے (مسلم، رقم ۶۷۶۔ ابوداؤد، رقم ۳۱۴۔ ابن ماجہ، رقم ۶۴۲۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۱۴۵)۔

شام کے شہر حمص کی عورتیں حضرت عائشہ سے ملنے آئیں تو انھوں نے کہا: تم وہ عورتیں ہو جو حماموں میں جاتی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت نے اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ کہیں کپڑے اتارے، اس نے اپنے اور اپنے رب کے درمیان حائل پردہ اتار پھینکا (ترمذی، رقم ۲۸۰۳۔ ابن ماجہ، رقم ۳۷۵۰۔ مستدرک حاکم، رقم ۷۷۸۰)۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مردوں کو بھی حماموں میں جانے سے منع فرمایا تھا، پھر انھیں تہ بند پہن کر جانے کی اجازت دے دی (ابن ماجہ، رقم ۳۷۴۹۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۰۰۶)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ممیّزات حضرت عائشہ

حضرت عائشہ ایک خصلت اپناتیں تو اس پر قائم رہتیں۔

حضرت عائشہ کے پاس قرآن مجید کا ایک قلمی نسخہ تھا جو انھوں نے اپنے غلام ابو یونس سے لکھوایا تھا۔

مسجد نبوی کا وہ گوشہ جو حضرت عائشہ کے حجرے سے متصل تھا، اپنے دور کی عظیم درس گاہ تھی۔ عورتیں، وہ لڑکے اور مرد جن کا حضرت عائشہ سے پردہ نہ تھا، حجرہ کے اندر آ کر بیٹھتے۔ دیگر حضرات پردے کے باہر ہوتے۔ سوالات و جوابات کا سلسلہ شروع ہوتا اور حضرت عائشہ بحث علمی کو سمیٹتیں۔ انھوں نے اپنے خاندان اور شہر کے جن یتیم بچوں کو پرورش میں لے رکھا تھا، اس کلیۂ علمی کے مستقل طالب علم تھے۔ وہ نامحرم جنھیں اندر جانے کی اجازت نہ ہوتی، شکوہ مند ہی رہتے کہ ہمیں حصول علم کا اچھی طرح موقع نہیں ملتا۔

حج کا موسم آتا تو جبل حرا اور کوہ ثبیر کے درمیان نصب حضرت عائشہ کا خیمہ حلقۂ درس بن جاتا۔ کبھی سیدہ بیت اللہ

میں چاہ زم زم کی چھت کے نیچے بیٹھ جاتیں اور تشنگان علم کا ہجوم ان کو گھیر لیتا۔

روایت حدیث میں حضرت عائشہ کا یہ خاصہ ہے کہ وہ احکام بتانے کے ساتھ ان کے اسباب وعلل بھی بیان کرتی ہیں۔انھوں نے معاصرین کے مسامحات کی دار و گیر اور ان کی غلط فہمیوں کی اصلاح بھی کی۔محدثین کی اصطلاح میں اسے استدراک کہتے ہیں۔جلال الدین سیوطی نے ''عين الإصابة في ما استدركته عائشة على الصحابة'' میں ان استدراکات کو جمع کر دیا ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: ایک رات آل ابوبکر نے ہمیں بکری کا ایک پایہ بھیجا۔کبھی میں نے اس کو پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹا اور کبھی آپ نے پکڑا اور میں نے چھری چلائی۔ یہ سب اندھیرے میں بغیر چراغ کے ہوا۔ روشنی ہوتی تو ہم سالن بنا لیتے (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۶۳۱)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بد کا دم کیا کرتی تھی۔اپنا ہاتھ آپ کے سینے پر رکھتی اور کہتی: 'امسح البأس رب الناس، بيدك الشفاء، لا كاشف له إلا أنت'، ''اے لوگوں کے رب، تکلیف زائل کر دے، تیرے ہاتھ میں شفا ہے، مصیبت کو تو ہی ٹالنے والا ہے'' (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۹۹۵۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۷۴۸۹)۔

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ سے کہا: خالہ جان، مجھے آپ کے فہم و فراست پر اتنا تعجب ہوتا ہے نہ عربوں کے اشعار اور ان کے مشہور واقعات پر آپ کی معلومات پر اچنبھا ہوتا ہے، حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے کہ آپ کے پاس علم طب کیسے آ گیا؟ حضرت عائشہ نے ان کے مونڈھے پر ہاتھ مار کر کہا: اوعریّہ، آخری عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار رہتے تھے۔عرب کے تمام اطراف سے وفود آپ کے پاس آتے اور اپنے اپنے نسخے تجویز کرتے۔میں ہی ان کے مطابق آپ کا علاج کیا کرتی تھی (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۳۸۰۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۸۸۱۶۔ حلیۃ الاولیاء، رقم ۱۴۸۳۔ مستدرک حاکم، رقم ۷۴۲۶)۔

مدینہ کے قصہ گو ابن ابی سائب کو حضرت عائشہ نے تین نصیحتیں کیں: دعا میں قافیہ گوئی سے پرہیز کرو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ ہر جمعہ کو ایک ہی بار قصہ گوئی کرنا، زیادہ سے زیادہ دو یا تین بار سنا سکتے ہو۔لوگوں کے پاس اس وقت نہ آنا جب وہ اپنی باتوں میں مشغول ہوں۔جب وہ تمھاری طرف متوجہ ہوں تو اپنی بات کرنا (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۱۹۸۔ صحیح ابن حبان، رقم ۹۷۸)۔

ایک بار حضرت عائشہ نے خواب میں دیکھا کہ تین چاند ان کی گود میں آن پڑے ہیں۔ان کے والد حضرت

www.javedahmadghamidi.org

ابوبکر نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ روے زمین کے تین بہترین افراد ان کے حجرے میں مدفون ہوں گے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی ابدی آرام گاہیں اس گھر میں بن گئیں تو یہ خواب سچا ہوا (مستدرک حاکم، رقم ۴۴۰۰)۔

حضرت عائشہ سے مروی چند دیگر وقائع و مسائل

حضرت عائشہ سے ان کے شاگرد ابن ابی ملیکہ نے جواز متعہ کی روایتوں کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے روایات سے تعرض کرنے کے بجاے یہ آیات تلاوت کیں: 'وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ. اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ'، ''(فلاح پا گئے وہ اہل ایمان) جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، ماسواے اپنی بیویوں اور مملوکہ عورتوں سے۔ ان پر کچھ ملامت نہ ہو گی'' (المومنون ۲۳: ۵-۶) اور کہا کہ قرآن کی رو سے ان دو جائز قسموں کے علاوہ کسی تیسری نوع کی گنجایش نہیں۔ متعہ کی جانے والی عورت بیوی ہے نہ باندی، اس لیے جائز نہیں (مستدرک حاکم، رقم ۳۴۸۴)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت عبداللہ بن زبیر فتویٰ دیتے تھے کہ عورت حج کرنے کے بعد چار انگل ناپ کر بال ترشوائے۔ حضرت عائشہ کو معلوم ہوا تو فرمایا: تم کو ابن زبیر کی بات پر تعجب نہیں ہوا۔ عورت کے لیے کسی طرف کا ذرا سا بال لے لینا بھی کافی ہے۔ سیوطی نے ''عين الإصابة في ما استدركته عائشة على الصحابة'' میں امام احمد بن حنبل کی تالیف ''مناسک کبیر'' یا ''کتاب المناسک'' کے حوالہ سے یہ روایت نقل کی ہے (سیرت عائشہ ۳۰۷)۔ کوشش بسیار کے باوجود ہماری اس کتاب تک رسائی نہ ہو سکی، تاہم ''موطا امام مالک'' کی شرح ''المنتقیٰ'' (۴/ ۵۶) میں حضرت عائشہ کا یہ فتویٰ دیکھا کہ 'عورت کے لیے اپنے بالوں کے کنارے تراش لینا کافی ہے'۔

حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضرت عمار بن یاسر فطرت پر وفات پائیں گے، ماسوا اس کے بڑھاپے کی وجہ سے ان سے کوئی لغزش ہو جائے (مستدرک حاکم، رقم ۵۶۸۵)۔

مسلم بن صبیح حضرت عائشہ سے ملنے آئے تو ایک نابینا ان کے پاس بیٹھے تھے۔ وہ انھیں لیموں (یا چکوترا) کاٹ کر شہد کے ساتھ کھلا رہی تھیں۔ انھوں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ بتایا: یہ وہی ابن ام مکتوم ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو متوجہ کیا تھا: 'عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى. اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى'، ''نبی نے ناگواری کا اظہار کر کے (عتبہ اور شیبہ کی طرف) رخ پھیر لیا، اس بات پر کہ نابینا (ابن ام مکتوم) ان کے پاس

آ بیٹھا ہے‘‘ (عبس ۸۰: ۱-۲)۔ (مستدرک حاکم، رقم ۶۶۷۱)۔

ایک عورت حضرت عائشہ کے کمرے میں داخل ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری آرام گاہ کے پاس نماز پڑھنے لگی۔ آتے وقت وہ بالکل تندرست تھی، لیکن سجدے میں گرتے ہی اللہ کو پیاری ہوگئی۔ حضرت عائشہ ٹھٹکیں اور کہا: شکر ہے اس اللہ کا جو زندگی و موت دیتا ہے۔ مجھے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر کی موت کے بارے میں نصیحت حاصل ہوگئی۔ وہ دوپہر کو قیلولہ کرتے ہوئے فوت ہوگیا تھا۔ مجھے شبہ تھا کہ لوگوں نے جلد بازی کی اور اسے زندہ ہی دفنا دیا (مستدرک حاکم، رقم ۶۰۱۱۔ تاریخ دمشق: ۳۵/ ۳۸)۔

حضرت عائشہ نے عروہ بن زبیر سے کہا: بھانجے، مجھے پتا چلا ہے کہ عبداللہ بن عمرو ہمارے پاس سے گزر کر حج کو جا رہے ہیں۔ ان سے ملو اور سوالات کرو، کیونکہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت علم سیکھ رکھا ہے۔ چنانچہ عروہ ان سے ملے اور ان سے ہونے والی گفتگو سے حضرت عائشہ کو مطلع کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو نے ایک حدیث یہ بیان کی کہ ’اللہ تعالیٰ لوگوں سے علم کلی طور پر سلب نہیں کرتا، بلکہ علما کو اٹھا لیتا ہے اور ان کے ساتھ علم بھی چلا جاتا ہے‘۔ حضرت عائشہ کو یقین نہ آیا اور پوچھا: کیا انھوں نے بتایا کہ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کی؟ اگلا برس ہوا تو حضرت عائشہ نے عروہ کو پھر ان کے پاس بھیجا۔ انھوں نے پہلی روایت پھر دہرا دی۔ اب حضرت عائشہ کو اطمینان ہوا اور فرمایا: عبداللہ نے سچ کہا اور کمی بیشی نہیں کی (مسلم، رقم ۶۸۹۶)۔

ایک عورت نے حضرت عائشہ کو اے اماں، کہہ کر پکارا تو کہا: میں تمھاری ماں نہیں، بہن ہوں (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۱۳۶)۔ اور تمھارے مردوں کی ماں ہوں۔

حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں اپنے غلام میاں بیوی جوڑے کو آزاد کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ عورت کو آزاد کرنے سے پہلے اس کے خاوند کو آزاد کرو (تاکہ عورت کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار حاصل نہ ہو جائے) (ابوداؤد، رقم ۲۲۳۷۔ ابن ماجہ، رقم ۲۵۳۲۔ مستدرک حاکم، رقم ۲۸۲۷)۔

عبداللہ بن ابوملیکہ نے حضرت عائشہ کو قبرستان سے آتے دیکھا تو ان کے پوچھنے پر بتایا کہ میں اپنے عبدالرحمٰن بن ابوبکر کی قبر سے ہو کر آ رہی ہوں۔ عبداللہ نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور سے منع نہ فرمایا تھا؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا: ہاں، آپ نے منع فرمایا تھا، پھر قبرستان جانے کی اجازت دے دی تھی (مستدرک حاکم، رقم ۱۳۹۲)۔

حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کھجور اور انگور ملا کر نبیذ بنایا

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

جائے (ابوداؤد، رقم ۳۷۰۳)۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور اہل حدیث علما اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے ایک سے زیادہ اجزا پر مشتمل نبیذ کو مطلقاً حرام سمجھتے ہیں، چاہے اس میں نشے کا شائبہ نہ ہو۔ انور شاہ کشمیری کہتے ہیں کہ یہ نہی سد ذریعہ کے لیے ہے۔ چونکہ دوسرے جزو کے ملنے سے مشروب کے مسکر ہونے کا احتمال بڑھ جاتا ہے، اس لیے خلیطین (mixture) سے منع کر دیا گیا۔ اس روایت کے برعکس حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں ایک مٹھی کھجور اور ایک مشت انگور چمڑے کے برتن میں ڈالتی، اس میں پانی ڈال کر ہاتھ سے ملتی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پلاتی (ابوداؤد، رقم ۳۷۰۸۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۱۹۸)۔ حضرت عائشہ وضاحت کرتی ہیں کہ میں جو نبیذ صبح تیار کرتی، آپ شام کے کھانے کے بعد پیتے اور اگر بچ جاتا تو میں بہا دیتی یا ختم کر دیتی۔ جب نبیذ رات کو بنایا جاتا تو آپ ناشتے کے بعد پیتے۔ نبیذ کا مشکیزہ ہم دن میں دو بار دھوتے (ابوداؤد، رقم ۳۷۱۲۔ ترمذی، رقم ۱۸۷۱۔ ابن ماجہ، رقم ۳۳۹۸۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۹۳۰)۔ یہی نبیذ زیادہ دن پڑا رہے تو گاڑھا ہو کر جوش مارتا ہے اور چمڑے کو پھاڑ دیتا ہے۔ تب یہ نشہ آور ہو جاتا ہے اور اس کا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف حضرت عائشہ کی روایت پر عمل کرتے ہوئے مرکب نبیذ کا پینا جائز سمجھتے ہیں، بشرطیکہ اس میں نشہ نہ ہو۔

حضرت عائشہ بچوں کے پھوڑوں، پھنسیوں کا علاج کرتی تھیں۔ ایک بچے کو دوا دینے کے بعد انھوں نے دیکھا کہ اسے (بغرض روحانی تاثیر) لوہے کی پازیبیں پہنائی گئی ہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا: تم سمجھتے ہو کہ یہ پازیبیں اللہ کی لکھی ہوئی تکلیف دور کر دیتی ہیں۔ میں ان کو پہلے دیکھ لیتی تو تمھارا علاج ہی نہ کرتی۔ چاندی کی پازیبیں ان لوہے کی پازیبوں سے بہتر ہوتی ہیں، (کیونکہ انھیں پہناتے وقت کوئی غیر مرئی تاثیر مطلوب نہیں ہوتی۔ مستدرک حاکم، رقم ۷۵۰۸)۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک نومولود دعاے برکت کے لیے حضرت عائشہ کے پاس لایا گیا۔ انھوں نے اس کا تکیہ ہٹایا تو سر کے نیچے ایک استرا رکھا پایا۔ پوچھا: یہ کیا؟ والدین نے بتایا کہ ہم بچے کو جنات سے محفوظ رکھنے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے استرا پکڑ کر پھینک دیا اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شگون لینے کو برا سمجھتے تھے اور اس پر سخت ناراض ہوتے تھے (الادب المفرد، بخاری، رقم ۹۱۲)۔ البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

عہد عثمانی میں ایرانیوں سے اختلاط بڑھا تو عجم کی اخلاقی بیماریاں (کبوتر بازی، شطرنج، نرد وغیرہ) عربوں میں بھی راہ پانے لگیں۔ حضرت عائشہ کے ایک گھر میں کرایہ دار رہتے تھے۔ انھیں معلوم ہوا کہ وہ نرد (چوسر) کھیلتے ہیں تو وہ سخت برافروختہ ہوئیں اور کہلا بھیجا کہ اگر نرد کی گوٹیوں کو باہر نہ پھینکا تو میں تمھیں اپنے گھر سے نکلوا دوں گی (الادب المفرد،

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

بخاری، رقم ۱۲۷۴)۔ نرد، تختہ نرد، backgammon یا چوسر ایران اور مشرق وسطیٰ میں پانچ ہزار سال سے کھیلے جانے والا ایک پرانا کھیل ہے جس میں دو کھلاڑی پندرہ پندرہ مہروں یا گوٹوں سے ایک چوبی بساط پر بازی لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر آئے تو حضرت عائشہ بخار میں پھک رہی تھیں۔ بخار کی شکایت کرتے ہوئے انھوں نے اسے کوس دیا۔ آپ نے فرمایا: بخار کو گالی نہ دو، یہ اللہ کے حکم سے آتا ہے۔ اگر تو چاہے تو میں تمھیں ایسے دعائیہ کلمات سکھا دوں جن کے ذریعے سے اللہ بخار زائل کر دے۔ فرمایا: کہو، اے اللہ، میری نازک جلد پر رحم کر، میری ناتواں ہڈیوں سے بخار کی گرمی دور کر دے۔ اے ام ملدم، (بخار کی کنیت) اگر تو عظیم اللہ پر ایمان رکھتا ہے تو سر کو درد کر نہ منہ میں بو پیدا کر، گوشت کھا نہ خون پی۔ مجھے چھوڑ کر اس شخص کے پاس چلے جا جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود ٹھیراتا ہے۔ حضرت عائشہ نے یہ کلمات ادا کیے تو بخار چلا گیا (دلائل النبوۃ، بیہقی: ۱۶۹/۶۔ کنز العمال: ۲۸۵۰۸)۔ اس حدیث کے راوی عبدالملک بن عبدربہ طائی پر نقد کیا گیا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت عائشہ بچوں کے پھوڑوں، پھنسیوں کا علاج کرتی تھیں۔ ایک بچے کو دوا دینے کے بعد انھوں نے دیکھا کہ اسے (بغرض روحانی تاثیر) لوہے کی پازیبیں پہنائی گئی ہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا: تم سمجھتے ہو کہ یہ پازیبیں اللہ کی لکھی ہوئی تکلیف دور کر دیتی ہیں۔ میں ان کو پہلے دیکھ لیتی تو تمھارا علاج ہی نہ کرتی۔ چاندی کی پازیبیں ان لوہے کی پازیبوں سے بہتر ہوتی ہیں (کیونکہ انھیں پہناتے وقت کوئی غیر مرئی تاثیر مطلوب نہیں ہوتی) (مستدرک حاکم، رقم ۷۵۰۸)۔

باندی سائبہ نے حضرت عائشہ کے گھر بھالا پڑا ہوا دیکھا تو پوچھا: ام المومنین، آپ اس سے کیا کرتی ہیں؟ بتایا: ہم اس سے چھپکلیاں مارتے ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دے رکھی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو چھپکلی کے علاوہ ہر جانور نے آگ بجھائی۔ چھپکلی پھونک کر اسے بھڑکاتی رہی۔ اس لیے آپ نے اسے مارنے کا حکم ارشاد کیا (مسلم، رقم ۵۹۰۵۔ ابن ماجہ، رقم ۳۲۳۱۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۵۳۴)۔ شبیر احمد عثمانی کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلی کو مارنے کا حکم اس لیے دیا کہ وہ ایک موذی جانور ہے۔ آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اس کی فطری خباثت واضح کرنے کے لیے بیان فرمایا، ورنہ ظاہری بات ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کی چھپکلی کے جرم کی سزا آج کل کی چھپکلی کو نہیں دی جا سکتی۔ شوکانی کا کہنا ہے، نوع انساں سے عداوت چھپکلی کی جبلت میں پائی جاتی ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ شیطان تھا جس نے چھپکلی کے

بھیس میں نار ابراہیم کو بھڑکایا۔

حضرت عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا: ''جس کسی نے غیر مملوکہ، بے آباد زمین کو آباد کیا تو وہی اس کا زیادہ حق دار ہے۔'' تو خلیفۂ ثانی حضرت عمر نے اسی کو قانون بنا دیا (بخاری، رقم ۲۳۳۵)۔

حضرت افلح بن قعیس نے حضرت عائشہ سے ملنے کی اجازت طلب کی تو انھوں نے منع کر دیا۔ حضرت افلح نے کہا: آپ مجھ سے پردہ کر رہی ہیں، حالاں کہ میں آپ کا رضاعی چچا ہوں۔ حضرت عائشہ نے پوچھا: وہ کیسے؟ بتایا: میرے بھائی ابوالقعیس کی بیوی، میری بھابھی نے آپ کو دودھ پلا رکھا ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا: یارسول اللہ، اس شخص نے تو نہیں، بلکہ اس کی بیوی نے مجھے دودھ پلا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: انھیں آنے دو، وہ تمھارے رضاعی چچا ہوئے۔ تب حضرت عائشہ نے کہنا شروع کیا، رضاعت کی بنا پر ان سب رشتوں کو حرام سمجھو جو تعلق نسب سے حرام ہوتے ہیں (بخاری، رقم ۶۱۵۶۔ مسلم، رقم ۳۵۶۳۔ ابوداؤد، رقم ۲۰۵۷۔ ترمذی، رقم ۱۱۴۸۔ نسائی، رقم ۳۳۱۹۔ ابن ماجہ، رقم ۱۹۴۹۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۰۵۴)۔ مسند احمد کی روایت ۲۵۶۵۱ میں مذکورہ صحابی کا نام حضرت ابوالجعید یا حضرت ابوالقعیس بیان ہوا ہے۔ ایک ملتی جلتی روایت میں حضرت حفصہ کے رضاعی چچا کا ذکر ہے (بخاری، رقم ۳۱۰۸۔ مسلم، رقم ۳۵۵۸)۔

ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ کے پاس ایک شخص بیٹھا دیکھا۔ ابن حجر کہتے ہیں، شاید وہ حضرت ابوقعیس (وائل) کا بیٹا ہو۔ ناپسندیدگی سے آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ انھوں نے بتایا: یہ میرا (رضاعی) بھائی ہے۔ آپ نے فرمایا: اپنے (رضاعی) بھائیوں کی پرکھ رکھو۔ رضاعت تو صرف بھوکے بچے کو دودھ پلانے سے ثابت ہوتی ہے (بخاری، رقم ۵۱۰۲۔ مسلم، رقم ۳۵۹۶۔ ابوداؤد، رقم ۲۰۵۸۔ نسائی، رقم ۳۳۱۴۔ ابن ماجہ، رقم ۱۹۴۵۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۶۳۲)۔ یہ روایت حضرت عائشہ ہی کی اس روایت کے معارض ہے: ''حضرت ابوحذیفہ کی بیوی حضرت سہلہ بنت سہیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: (ہمارا لے پالک) سالم عاقل و بالغ ہو گیا ہے۔ وہ میرے پاس آتا جاتا ہے، ابوحذیفہ اسے برا سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اسے دودھ پلا دو تو وہ تمھارے لیے محرم بن جائے گا اور ابوحذیفہ کی خفگی جاتی رہے گی۔'' حضرت سہلہ نے کہا: وہ تو (ڈاڑھی مونچھ والا) بڑا آدمی ہے؟ آپ مسکرائے اور فرمایا: میں جانتا ہوں کہ وہ بڑا شخص ہے۔ چنانچہ حضرت سہلہ نے اسے پانچ بار دودھ چسایا اور وہ ان کے رضاعی بیٹے کے مانند ہو گیا (مسلم، رقم ۳۵۹۰۔ ابوداؤد، رقم ۲۰۶۱۔ نسائی، رقم ۳۳۲۲۔ ابن ماجہ، رقم ۱۹۴۳۔ مستدرک حاکم، رقم ۲۶۹۲)۔ حضرت عائشہ نے اپنی بھتیجیوں، بھانجیوں، حتیٰ کہ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت ام سلمہ کو بھی گھر میں آنے جانے والے ملازموں کے باب میں اسی طریقے پر عمل کرنے کا مشورہ دیا (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۴۱۵)۔ اس باب میں انھوں نے پانچ دفعہ دودھ پلانے کی شرط لگائی اور کہا: ایک بار یا دو بار دودھ چسانا حرمت رضاعت ثابت نہیں کرتا (مسلم، رقم ۳۵۸۰۔ ابوداؤد، رقم ۲۰۶۳۔ ترمذی، رقم ۱۱۵۰۔ نسائی، رقم ۳۳۱۲۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۰۲۶)۔ سیدہ ام سلمہ اور باقی ازواج النبی نے پسند نہ کیا کہ گود میں بٹھائے بغیر اس طرح کی دودھ پلائی کے ذریعے سے وہ کسی شخص کو اپنے گھر میں داخل کر لیں۔ وہ حضرت عائشہ سے کہتی تھیں کہ شاید یہ ایک رخصت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض سالم کے لیے جائز قرار دی ہو (مسلم، رقم ۳۵۹۵۔ ابو داؤد، رقم ۲۰۶۱۔ نسائی، رقم ۳۳۲۷۔ ابن ماجہ، رقم ۱۹۴۷)۔

ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے پوچھا: عائشہ، تم اسے جانتی ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں، تو فرمایا: یہ فلاں قبیلے کی مغنیہ ہے۔ تمھیں گانا سنانا چاہتی ہے۔ حضرت عائشہ نے ہاں کہا تو آپ نے اسے ایک تھالی دی تو (اس نے اسے بجا کر) ایک گانا سنایا۔ پھر آپ نے فرمایا: شیطان نے اس کے نتھنوں میں پھونک مار دی ہے (السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۸۹۱۱۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۱۵۷۲۰۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۶۶۸۶)۔ تھالی دینے والی بات صرف مسند احمد میں بیان ہوئی ہے۔

www.javedahmadghamidi.org
www.almawrid.com

تابعی منکدر حضرت عائشہ سے ملنے آئے تو انھوں نے پوچھا: آپ کی اولاد ہے؟ منکدر کے نہ کہنے پر فرمایا: اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتے تو آپ کو عطیہ کر دیتی۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ شام ہونے سے پہلے ہی حضرت معاویہ نے انھیں مال بھیج دیا۔ حضرت عائشہ نے دس ہزار درہم بھیجے تو منکدر نے باندی خریدی، اسی سے محمد بن منکدر اور ان کے بھائی ابوبکر و عمر پیدا ہوئے۔

روایت حدیث

حضرت عائشہ سے مروی احادیث کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے۔ ان میں سے دو سو چھیاسی احادیث صحیحین کا حصہ ہیں۔ ان میں سے چون صرف بخاری میں، انہتر صرف مسلم میں اور ایک سو چوہتر متفق علیہ ہیں۔ حضرت عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اپنے والد حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت فاطمہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت اسید بن حضیر، حضرت جدامہ بنت وہب اور حضرت حمزہ بنت عمرو سے احادیث روایت کیں۔ ان سے روایت کرنے والے صحابہ میں شامل ہیں: حضرت عمر، ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری،

حضرت زید بن خالد، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت ربیعہ بن عمرو، حضرت سائب بن یزید، حضرت صفیہ بنت شیبہ، حضرت عبد اللہ بن عامر اور حضرت عبد اللہ بن حارث۔ ان کے اہل خانہ میں سے ان لوگوں نے ان سے حدیث اخذ کی: ان کی بہن ام کلثوم بنت ابوبکر، ان کے رضاعی بھائی حضرت عوف بن حارث، ان کے بھتیجے قاسم بن محمد، بھتیجیاں حفصہ اور اسماء بنت عبدالرحمٰن، پوتے عبد اللہ بن ابوعتیق اور محمد بن عبدالرحمٰن، بھانجے عبد اللہ اور عروہ بن زبیر، حضرت اسماء کے پوتے عباد اور حبیب بن عبد اللہ، حضرت عبد اللہ بن زبیر کے پوتے عباد بن حمزہ، بھانجی عائشہ بنت طلحہ۔ حضرت عائشہ کے آزاد کردہ ابوعمر، ذکوان، ابویونس اور ابن فروخ۔ کبار تابعین میں سے حسب ذیل علم حدیث میں حضرت عائشہ کے خوشہ چیں ہیں: سعید بن مسیّب، عمرو بن میمون، علقمہ بن قیس، مسروق، عبد اللہ بن حکیم، اسود بن یزید، عطاء بن ابورباح، عکرمہ، مجاہد، میمون بن مران، نافع بن جبیر، ابوعثمان نہدی، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور ابووائل۔ حضرت عائشہ کی شاگرد خواتین میں سے حفصہ بنت سیرین، عمرہ بنت عبدالرحمٰن اور عائشہ بنت طلحہ امتیازی مقام رکھتی ہیں۔ ان کے مرد شاگردوں میں عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور مسروق نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وفات

حضرت عائشہ ایک بار بیمار ہوئیں۔ ان کی بیماری نے شدت پکڑی تو ان کے بھتیجوں نے مدینہ میں آنے والے ایک طبیب سے رجوع کیا۔ اس نے کہا کہ آپ کی بتائی ہوئی علامات تو اس عورت کی لگتی ہیں جسے جادو کیا گیا ہو۔ پتا چلا کہ حضرت عائشہ کی اس باندی نے جادو کیا ہے جسے وہ اپنی وفات کے بعد آزاد کرنے کا اعلان کر چکی ہیں، کیونکہ وہ چاہتی تھی کہ آزادی جلد حاصل ہو جائے۔ حضرت عائشہ نے اسے کسی ایسے شخص کے ہاتھ بیچنے کا حکم دیا جو غلاموں کے ساتھ سخت سلوک کرنے میں عرب بھر میں مشہور ہو (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۱۲۶۔ مصنف عبد الرزاق، رقم ۱۸۷۴۹)۔

حضرت عائشہ کے مرض الموت میں حضرت عبد اللہ بن عباس ان سے ملنے آئے۔ پہلے تو انھوں نے ملنے سے انکار کیا، پھر اپنے بھتیجے، حضرت ابوبکر کے پوتے عبد اللہ بن عبدالرحمٰن کے اصرار پر آنے دیا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے کہا: میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج سے محبت کرتا رہا ہوں، کیونکہ آپ پاکیزہ چیزوں ہی سے محبت کرتے تھے۔ آپ پہلے چلے جانے والی دو صادق ہستیوں کے پاس جا رہی ہیں، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

ابوبکر (بخاری، رقم ۳۷۷۱)۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے مزید کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے علاوہ کسی کنواری خاتون سے شادی نہیں کی۔ آپ پاکیزہ اشیا کو پسند کرتے تھے اور آپ انھیں بہت محبوب تھیں۔ ابوا کی رات آپ کا ہار گم ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ڈھونڈنے کی خاطر رک گئے۔ اس موقع پر پانی میسر نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں تیمّم کی نعمت عطا ہوئی۔ اللہ نے ساتویں آسمان سے آپ کی براءت نازل کی۔ ہر مسجد میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ آیات براءت تلاوت کی جاتی ہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا: ابن عباس، رہنے دو، میری آرزو ہے کہ کاش، میں بھولی بسری اور گم نام ہوتی (مستدرک حاکم، رقم ۶۷۲۶۔ حلیۃ الاولیاء، رقم ۱۴۶۲)۔ حضرت ابن عباس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر آئے تو حضرت عائشہ نے کہا: پہلے ابن عباس آ کر میری تعریفیں کر چکے، میں تو یہی چاہتی ہوں، بھولی بسری شے ہو جاؤں (بخاری، رقم ۴۷۵۳۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۹۶)۔

وفات سے پہلے فرمایا: کاش، میں ایک درخت ہوتی یا درخت کا ایک پتا ہوتی، کاش میں ایک پتھر ہوتی، کاش میں مٹی کا ڈھیلا ہوتی۔ راوی نے بتایا: اس کا مطلب توبہ کرنا تھا۔ حضرت عائشہ نے وفات سے پہلے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخصت ہونے کے بعد ایک بدعت کا ارتکاب کیا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ ان کی مراد جنگ جمل میں حصہ لینا تھا۔ انھیں اس پر بہت شرمندگی تھی، حالاں کہ انھوں نے طلب خیر کرتے ہوئے اس جنگ میں شمولیت کی تھی (مستدرک حاکم، رقم ۶۷۱۷)۔ ایک بار کہا: عبداللہ بن عمر گزریں تو میری ان سے بات کرانا۔ جب وہ آئے تو کہا: ابوعبدالرحمٰن، آپ نے مجھے بصرہ جانے سے کیوں نہیں روکا؟ انھوں نے کہا: آپ پر عبداللہ بن زبیر کے مشوروں کا غلبہ تھا۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وقت شہادت حضرت عمر نے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تدفین کی اجازت چاہی تو حضرت عائشہ نے اپنی جگہ ان کو عطیہ کر دی، البتہ دیگر صحابہ نے ایسی درخواست کی تو انھوں نے قبول نہ کی (بخاری، رقم ۷۳۲۸)۔

حضرت عائشہ نے ۱۷؍ رمضان ۵۷ھ (۱۹؍ رمضان ۵۸ھ: ابن سعد، ۱۳ جولائی ۶۷۸ء) بروز منگل چھیاسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ انھوں نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر کو وصیت کی کہ مجھے جنت البقیع میں باقی ازواج مطہرات کی قبروں کے ساتھ رات کے وقت سپرد خاک کیا جائے۔ اپنے حجرے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تدفین کرنے سے منع کر دیا اور کہا: میں نہیں چاہتی کہ دوسری ازواج سے بڑھ کر مجھے سراہا جائے (بخاری، رقم ۷۳۲۷)۔ وتر ادا کرنے کے بعد گورنر مدینہ مروان بن عبدالملک کے نائب حضرت ابوہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مدینہ کے بالائی علاقوں سے کئی لوگ جنازے میں شرکت کے لیے آئے۔ زیتون کے تیل میں بھگوئے ہوئے

پار چے لکڑیوں پر لٹکا کر روشن کیے گئے اور جنازہ قبرستان کی طرف لے جایا گیا۔ عورتوں کی ایک کثیر تعداد جنت البقیع میں موجود تھی۔ قبر کے گرد پردہ تانا گیا، قبر میں حضرت عائشہ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر، عروہ بن زبیر اور حضرت ابوبکر کے پوتے قاسم بن محمد، عبداللہ بن محمد اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن اترے۔

حضرت عائشہ کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ایک شاذ روایت کے مطابق ان کے ہاں ایک مردہ بچہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور حضرت عائشہ نے اسی بچے کے نام پر ام عبداللہ کی کنیت اختیار کی۔ یہ روایت سند کے اعتبار سے نہایت کم زور ہے اس لیے اہل علم نے اسے درست نہیں مانا۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الجامع المسند الصحیح المختصر (بخاری، شرکۃ دارالارقم)، المسند الصحیح المختصر من السنن (مسلم، شرکۃ دارالارقم)، الجمل من انساب الاشراف (بلاذری)، تاریخ الامم و الملوک (طبری)، احکام القرآن (جصاص)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، احکام القرآن (ابن عربی)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، تہذیب التہذیب (ابن حجر)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ، امین اللہ وثیر)، سیرت عائشہ (سید سلیمان ندوی)، Wikipedia, the free encyclopedia۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org